

سین 1 انڈور صبح کا وقت

(ستارہ اپنے بیڈروم میں ڈرینگ نیبل کے سامنے بیٹھی ہے۔ پاس ہی ٹیپ ریکارڈر پر غزل جاری ہے۔ یہ غزل اسے آج ریکارڈ کرنا ہے۔ اسلام کو لری کی یہ غزل اس سکرپٹ کا تھیم سونگ بھی ہے۔)

پل پل اپنا رنگ بدلنا، چنان سنگ ہوا کے
کس بیری سے سکھے تم نے یہ انداز وفا کے
آنکھیں خالی ہیں اور گھر کی ساری دیواروں پر
آڑی ترچھی سطہ میں یا الٹے سیدھے خاکے
اک چک کی پیدا ہوتی ہے سنماں فضا میں
پھر سننا چن لیتا ہے تکڑے میری صدا کے

ستارہ سن رہی ہے، جیسے دھن کوڑہن نشین کر رہی ہو۔ اس دوران کث اور ری ٹیک وغیرہ کے الفاظ آتے ہیں۔ ستارہ ڈرینگ نیبل کے سامنے بیٹھی ہے اور نرزوں ہے۔ سب سے پہلے اس کے چہرے کا کلوzap کیمرے میں آتا ہے۔ یہ کلوzap آئینے سے لیا جاتا ہے۔ ستارہ احتیاط سے آنکھوں پر مسکارا لگا رہی ہے۔ اس کی آنکھوں میں آنسو ہیں۔ وہ ٹیپ کو Rewind کرتی ہے اور الاپ پھر سنتی ہے۔ اس کے بعد اٹھتی ہے اور ڈرینگ نیبل کے درازالٹ پلت کرتی ہے۔ اس کے انداز میں جلدی اور جھلاہٹ ہے۔ اب وہ سکنے کے نیچے دیکھتی ہے۔ پھر الماری کھولتی ہے۔ فون کی گھنٹی بھتی ہے۔ وہ بھاگ کر فون تک پہنچتی ہے۔ نیچے سے کار کا ہارن سنائی دیتا ہے۔ وہ فون پر ”ہیلو“ کہہ کر واپس ڈرینگ نیبل پر جاتی ہے، ٹیپ بند کرتی ہے اور پھر فون پر آ جاتی ہے۔)

ستارہ: جی ہیلو۔ میں ستارہ فیروز بول رہی ہوں۔ جی ما سٹر جی..... نہیں جی، دیر کیوں ہو گی..... میں شوڈیو پہنچ جاؤں گی ساڑھے دس بجے۔ آپ فکرنا کریں۔ آر کشرا ریڈی ہے نال..... آپ مجھے نرزوں نہ کریں دیر نہیں ہو گی انشاء اللہ۔

(فون بند کرتی ہے۔ چند نائیے کے لیے آنکھیں بند کر کے اپنے آپ کو مجتمع کرتی

ہے۔ پھر اپنے بیڈروم سے باہر نکلتی ہے۔)

کٹ

سین 2 ان ڈور کچھ دیر بعد

(ستارہ کا ندھا بابا پڑا ننگ روم کی کرسی سمجھنے بیٹھا ہے اور چار سلاں پوں پر ایک جراب بن رہا ہے۔ لبے میز پر ایک دودھ گلاس پڑا ہے۔)

ابا: تارا.....

ستارہ: سلام ابا!

ابا: و علیکم سلام دودھ پی لو یعنیا!

(بابا پڑا ننگ چھوڑتا ہے، احتیاط سے دودھ کا گلاس اٹھاتا ہے اور پیش کرنے کے انداز میں بڑھاتا ہے، لیکن ستارہ کو دودھ دیکھ کر ابکائی آتی ہے۔)

ستارہ: شکریہ ا بھی ا بھی ناشتہ تو نہیں بننا ہو گا؟

ابا: وہ بن جائے گا بن جائے گا تو دودھ پی لے۔

ستارہ: آپ نے چائے نہیں پیتا!

ابا: میرا بھی چاہتا صبح سوریے چائے پینے کو لے۔

(ستارہ بابا کے ہاتھ سے گلاس لیتی ہے۔ ایک گھونٹ بیٹتی ہے، پھر آہستہ سے گلاس رکھ دیتی ہے۔ اب جیسے وہ کسی چیز کی تلاش میں ہے۔ وہ جلدی سے صوفے کی گدیاں اٹھا کر دیکھتی ہے۔ بابا اندازہ لگانے کے انداز میں ستاتے ہے۔)

بابا: کیا تلاش کر رہی ہے تارا.....؟

ستارہ: میری ڈائری تھی اباجی پتہ نہیں کہاں رکھ بیٹھی ہوں۔

بابا: رات کو تو نے پرس میں رکھی تھی۔

ستارہ: رکھی تو تھی اباجی پر پر پتہ نہیں رات کوں رات کہاں غائب ہو گئی۔ پرس میں بھی

کچھ نہیں رہتا خیر سے۔

(جلدی سے جاتی ہے۔ باپ دودھ کا گلاس دیکھتا رہ جاتا ہے)

کٹ

میں 3 ان ڈور دن

(ایک خوبصورت بیٹر دم۔ اس میں ایک ثیار قسم کی عورت ہاتھ پاؤں پھیلائے بے سدھ سورتی ہے۔ Cot میں بچہ زور شور سے رو رہا ہے۔ ستارہ آتی ہے، جیسے وہ ڈائری تلاش کر رہی ہے۔

ستارہ: آپ نے میری کاپی تو نہیں دیکھی آپ؟
 (یکدم ستارہ کو احساس ہوتا ہے کہ آپ سورتی ہے۔ وہ روتے بچے کو Cot میں سے اٹھاتی ہے۔)

ستارہ: آپا.....! اے آپا جی! آپا جی..... بادشاہ کا کاررو رہا ہے۔ آپ کا!
 (آپ کروٹ لے کر ذرا سا جاتی ہے۔)

آپا: کوئی ایسا وقت بھی ہوتا ہے جب یہ نہ روتا ہو!

ستارہ: آپا..... پیاری آپا جی! اسے بھوک لگی ہے۔ خدا قسم۔

آپا: ابھی دودھ پلایا تھا۔ ڈال دے اسے Cot میں۔ آپی چپ کر جائے گا۔ ہر وقت اسے توجہ چاہیے کیونے کو۔ لڑا دے۔

(آپا منہ پر کمل لے کر سو جاتی ہے۔ ستارہ بچے کو پیار کرتی ہے، بچکار تی ہے پھر Cot میں ڈال کر چو سنی اس کے منہ میں دیتی ہے۔ بچہ چپ ہوتا ہے۔ ستارہ زہر خند کے ساتھ مسکراتی ہے۔ پھر ادھر ادھر ڈائری تلاش کرتی ہے۔ اب وہ آپا کے سرہانے ہاتھ ڈال کر دیکھتی ہے۔)

آپا: کیا چاہیے اب؟

ستارہ: میری ڈائری کہیں دیکھی آپ نے؟
آپ: دھیان سے رکھا کر اپنی چیزوں کو۔ مجھے تو ڈر ہے کہ دن تو اپنا آپ کہیں رکھ کر بھول جائے گی۔

(ستارہ جاتی ہے۔ کیسا رہا اس کے چہرے پر آتا ہے۔)

ستارہ: کاش آپا یے ہو سکتا! کاش میں کہیں اپنے آپ کو رکھ کر تالا گادیتی اور چابی بادلوں میں پھینک دیتی۔ وہ گئی چابی..... وہ گئے بادل.....

کٹ

میں 4 ان ڈور دن

(ستارہ اب گینہ کے بیدروم میں آتی ہے۔ گینہ گھوک سورہی ہے۔ گینہ جوان خوبصورت لڑکی ہے جسے ستارہ کی دولت نے بہت مارڈن کر رکھا ہے۔ وہ تائی پہنچنے کے ہوئے بال سکنے پر ڈال کر پورے ایکثر س روپ میں سورہی ہے۔ اس کی پانچ پر فلی ایکثر سوں کے رسائلے کھلے پڑے ہیں۔)

ستارہ: گینہ! رانی دس نج گئے ہیں۔
گینہ: کون ہے؟

ستارہ: دس نج گئے ہیں۔ اب انہیں تک چائے نہیں پی۔
گینہ: کرم دین نہیں آیا آج پھر؟

ستارہ: تم کو باکا خیال رکھنا چاہیے گینہ۔ وہ کسی کو کچھ کہتے نہیں، کچھ مانگتے نہیں۔

ستارہ: تو کہا کریں ناں، مانگا کریں ناں۔ ان کو منع کون کرتا ہے! ایسے شکایتیں لگاتے رہتے ہیں سب کی۔

ستارہ: انہوں نے تو مجھ سے کچھ نہیں کہا۔

گینہ: ان کی عادت ہے..... آہستہ آہستہ بھڑکاتے رہتے ہیں سب کو۔

- ستارہ: اب انھنا چاہیے گنینہ۔
 گنینہ: انھ جاتی ہوں بآجی۔ ایک تو سب کو صرف میری نیند سے چڑھے۔
 (انھ کر آز رہ انداز میں پیٹھی ہے)
- رات کو میں نے ذرا لیت فلم دیکھ لی تھی وی سی آرپ۔ اسی وقت مجھے پتہ تھا صبح جھر کیں پڑیں گی۔
 ستارہ: اگر تمہیں نیند آئی ہے تو سور ہو۔ میں تو یو نہی چاہتی تھی کہ سب صبح سورے جاگا کریں، اور کچھ نہیں تو ابا کی خاطر.....
 گنینہ: اور صبح انھ کر کیا کریں بآجی جی.....؟
 ستارہ: ہاں..... یہ بھی ایک مسئلہ ہے۔ کیا کریں صبح انھ کر!..... جہاں سب کچھ کیا کر لیا
 ملے وہاں صبح انھ کر اُدمی کیا کرے..... واقعی!
- گنینہ: آپ طنز کی رہی ہیں؟
 ستارہ: خدا نخواستہ..... میری ڈاڑھی دیکھی تم نے؟
 گنینہ: کیسی جلد تھی؟
 ستارہ: نیلی!
 گنینہ: نہیں جی..... شاید عاصم کے پاس ہو۔
 ستارہ: اچھا خدا حافظ!
 گنینہ: ریکارڈنگ پر جارہی ہیں؟
 ستارہ: ہاں!
 گنینہ: آپ کے تو مزے ہیں، ریکارڈنگ پر چلی جاتی ہیں۔ پیچھے میں رہ جاتی ہوں بآجی
 کے ساتھ۔ اکیلی۔
 (ستارہ جاتی ہے۔ گنینہ پھر بستر میں گھس کر مزے سے سو جاتی ہے۔)

کٹ

(عاصم کا بیٹر روم۔ عاصم ایک نوجوان بے فکر آدمی ہے جو ستارہ کا اگلو تباہی ہونے کے
ناتھے مزے کوہ رہا ہے۔)

ستارہ: عاصم!

عاصم: (غمودگی میں) جی!

ستارہ: بھائی کا لج نہیں جانا آج؟

عاصم: آج اقبال ڈے کی چھٹی ہے۔

ستارہ: پرسوں بھی اقبال ڈے کی چھٹی تھی!

عاصم: دراصل آپا ہمارے پرنسپل کو بہت عقیدت ہے علامہ اقبال سے..... وہ کہتے تھے
کہ ایک چھٹی کافی نہیں۔

ستارہ: (تنیہہ) عاصم!

عاصم: جی آپا۔

ستارہ: تمہارے پیغمبر شارٹ ہو جائیں گے گدھے۔ کچھ خیال کرو اپنا۔ اٹھو!

عاصم: بس جی میں چلا جاتا ہوں کا لج۔ وہاں خالی کمروں میں بیٹھ کر آ جاؤں گا اور کیا۔

ستارہ: کم از کم تم کو تو اپنی ذمہ داری کا احساس ہونا چاہیے۔

عاصم: آپ جیساڑا کیٹر جس گھر میں موجود ہو وہاں کسی اور کو ذمہ داری گلے ڈال کر مرا
ہے۔ پھانسی لگانا ہے۔

ستارہ: (دکھ سے) عاصم!

عاصم: او جی نہ آپ خود آرام سے بیٹھتی ہیں نہ کسی اور کو بیٹھنے دیتی ہیں۔۔۔۔۔ آپ کو خود نیند
آلی ہے نہ آپ کسی کو سونے دیتی ہیں۔ آدمی توہر وقت چور بنادھتا ہے اس گھر میں
(اس بات کا ستارہ پر یکدم رد عمل ہوتا ہے۔ وہ ندامت محسوس کرنے لگتی ہے۔

ستارہ: تم نے ماںڈ کر لیا ہے عاصم!

عاصم: (عاصم جو پاک Exploiter ہے اب لمبادہ نہ کر اٹھتا ہے۔ پھر بڑے طریقے سے سلپر
پہنچتا ہے اور کسی سے تولیہ اٹھا کر غسل خانے کا رخ کرتا ہے۔)

عاصم: کوئی آدمی بی اے کے امتحان میں کبھی فیل نہ ہو..... بس سارا اعتبار ہی جاتا رہتا ہے۔

گھروالوں کا۔ اب سو فیکٹر ہو سکتے ہیں فیل ہونے کے ممکن ہے پہپڑ چیک کرنے میں غلطی لگ گئی ہو، ہو سکتا ہے۔ پہپڑ چیک کا مود خراب ہو، ہو سکتا ہے نمبروں کو جمع کرنے والے کی غلطی ہو..... ہزار فیکٹر ہو سکتے ہیں لیکن پیچھے سب لوگ سٹوڈنٹ کے پڑے رہیں گے ہر وقت۔

ستارہ: کون پیچھے پڑا رہتا ہے؟

عاصم: سب پڑے رہتے ہیں باجی جی، پیچھے پڑے رہنے کا طریقہ سب کا الگ الگ ہوتا ہے۔

ستارہ: مثلًا؟

عاصم: آپا کا خیال ہے بی اے فیل لڑ کے کو اچھا بس نہیں پہننا چاہیے۔ ڈاڑھی رکھ لوں تو آپا خوش ہو جائیں۔ ان کا خیال ہے کہ جو ڈاڑھی رکھ لیتا ہے وہ بہت پڑھا کو ہو جاتا ہے۔

(ستارہ پاس آ کر اس کے کندھے پر ہاتھ رکھتی ہے۔)

ستارہ: سب فیل ہو جاتے ہیں کبھی کبھی..... اس قدر ما یوس نہیں ہونا چاہیے۔ ایسا کوئی شخص نہیں ہو گا اس ساری دنیا میں جو کبھی کسی امتحان میں فیل نہ ہوا ہو..... جو ہمیشہ ہر معیار پر پورا اترے۔

عاصم: (اور بھی دکھی بن کر) یہ بھی آپ کہتی ہیں صرف! جس روز میں اپنے پہلے گانے کے ٹیک کے لئے گئی تھی..... تمہیں یاد ہے ”رات اور جگنو“ کا ڈوپٹ سائیگ۔ تو میں اس قدر نزدوس تھی، اس قدر نزدوس تھی کہ دس نیکیں ہوئیں اور سب میں میری آواز بیٹھ گئی۔ فریدوں صاحب نے آڈیشن کینسل کر دیا۔ ساری فلم انڈسٹری میں میری بحمد اڑاگئی۔ اب دیکھ لو..... وہی فریدوں صاحب صبح دشام، رات دن تمہارے سامنے ہیں۔ اس روز فیل نہ ہوتی تو آج یہاں نہ پہنچتی۔ سناجی تم نے!

عاصم: او جی آپ کی اور بات ہے باجی جی۔ میں جانتا ہوں میں کچھ نہیں بنوں گا..... مجھ سے کچھ نہیں ہو گا۔

- ستارہ: بے وقوف! ہو گا، بنے گا۔ ایسی باتیں منہ سے مت نکالا کرو..... خبردار!
- عاصم: مجھے تو آپ کسی بینک میں چپر اسی لگوادیں۔ افسوس تو یہ ہے کہ اب بی اے فیل کو کوئی آدمی چپر اسی بھی نہیں لگاتا۔
- ستارہ: (ہلکی سی چپت عاصم کے منہ پر مار کر) پتہ ہے کوئی گھڑی کیسی ہوتی ہے؟ کوئی گھڑی کیسی ہوتی ہے۔ ہمیشہ اچھی بات منہ سے نکالو۔ سنا حضرت جی! اور میں یہ ناکامی کے فلسفہ نہ سنوں، تیرے منہ سے دوبارہ۔
- عاصم: آپ چھوڑ دیں گی تو با تھوڑی چھوڑیں گے..... اٹھتے بیٹھتے طعنے، چونڈیاں، سجان اللہ ان کی باتوں میں موپنے جیسی کپڑی ہوتی ہے..... (باپ کے انداز میں) ہاں یعنی اور دیکھو فلمیں، کون منع کر سکتا ہے!
- ستارہ: ایسے اباجی سے مت لڑا کر الوادی کھلتا نہیں ان کا Handicap کتنا بڑا ہے۔ (پرس کھول کر) پاکٹ منی ہے کہ ختم ہو گئی؟
- عاصم: ختم تھما..... واریاں دی۔
- ستارہ: لے یہ پچاس روپے اور دیکھ، تھیکنہ کو مت بانا۔ ابھی کل میں نے اسے فریج شفون کی ساڑھی خرید کر دی ہے لیکن اگر اسے معلوم ہو گیا تو وہ پچاس روپے مانگے گی ضرور۔
- عاصم: بہت زیادہ چند ری لڑکی ہے۔
- ستارہ: خدا حافظ! (جاتی ہے)
- عاصم: تھیک یو باجی جی!
- ستارہ: خواہ مخواہ! (وابس پلٹ کر) میری ڈائری تو نہیں دیکھی عاصم؟
- عاصم: کون سی ڈائری؟
- ستارہ: میری ساری ڈیس اس میں تھیں Takes کی ریہر سلوں کی..... پر وڈیو سروں کا سارا حساب کتاب تھا لکھا ہوا۔
- عاصم: کسی سوڈیو میں نہ بھول آئی ہوں۔
- ستارہ: اللہ نہ کرے!

عاصم: آپ فکر نہ کریں، تلاش کرو زنگامیں.....
 (ستارہ جاتی ہے۔ عاصم دوبارہ اپنے پانچ پر دراز ہوتا ہے)

کٹ

سین 6 آؤٹ ڈور دن

(ستارہ آکر کار میں بیٹھتی ہے۔ ڈرائیور کار شارت کرتا ہے۔ اندھا باپ باہر آتا ہے۔
 اس کے ہاتھ میں دودھ کا گلاس اور ایک ڈائری ہے۔)

باپ:	یہ تیری ڈائری ستارہ!
ستارہ:	تحینک یو بایگی..... ریتلی تحینک یو۔ کہاں سے ملی؟
باپ:	بس تلاش کر لی..... لے دودھ پی لے۔
ستارہ:	جی نہیں کرتا۔ (پھر باپ کا چہرہ دیکھتی ہے۔ اس کے ہاتھ سے گلاس لیتی ہے۔ دو گھونٹ غٹاغٹ پیتی ہے، پھر گلاس واپس کر دیتی ہے) شکریہ بایگی!
باپ:	سارا ختم کر دیا؟
ستارہ:	جی..... خدا حافظ!

(باپ گلاس دیکھتا ہے، جیسے جانتا ہو کہ دودھ ختم نہیں ہوا۔ کار چلتی ہے۔ ستارہ کھڑکی سے
 ہاتھ کال کر Wave کرتی ہے۔ یکدم اسے احساں ہوتا ہے کہ باپ اندھا ہے۔ اب وہ
 ہاتھ اندر کرتی ہے اور اپنے ناخن منہ میں لے کر نہوں طریقے سے دانزوں سے کاثتی ہے)

کٹ

سین 7 آؤٹ ڈور دن

(کار نہر کنارے جا رہی ہے۔ اندر ستارہ بیٹھی ہے۔ وہ نہایت پروفسنل انداز میں جو گانا

ریکارڈ کرتا ہے، اس کا الٹ پ کر رہی ہے۔ اس کا ہاتھ، اس کا چہرہ، اس کا تام و جو دل
کر ایک نئی کامیاب شخصیت میں ڈھل جاتا ہے۔)

۷

سین 8 آوٹ ڈور دن

(کار سٹوڈیو میں داخل ہوتی ہے۔ یہ سٹوڈیو کوئی بھی فلمی سٹوڈیو ہو سکتا ہے۔)

۲

سین 9 ان ڈور دن

(اس وقت ستارہ نے کانوں پر ایم فون لگا رکھے ہیں اور وہ بڑے اعتماد سے ریکارڈنگ بو تھے میں غزل گا رہی ہے۔ ششیے یے میوزک ڈائریکٹر اور آر کسٹر اد کھاتے ہیں۔

پل پل اپنا رنگ بد لنا، چنان سنگ ہوا کے

غزل جب پہلے انترے پر آتی ہے تو کٹ کر کے ستارہ کے چہرے پر پچھلے گزرے ہوئے
واقعات اور لیپ کرتے ہیں۔ ستارہ کو نظر آتا ہے جیسے آپ لیٹھی ہے اور وہ پچھے گود میں
اٹھائے پچھکار رہی ہے۔ پھر آپاڑا لوکرتی ہے۔ مگرینہ سلو موشن میں انختی ہے۔ اس کے
چہرے پر جو گہم کیے ہزاری سے مکمل مہماں صاحب انتہا ہے۔ اسچک جلا جاتا

اب اس پر زور سے میوزک ڈائریکٹر کی آواز پر اپیسوٹ ہوتی ہے: ”کٹ اٹ!“ ستارہ جو اپنے گھر کا ماحول ساتھ لے آئی ہے، شرم دہ ہو کر رکتی ہے۔ میوزک ڈائریکٹر بُو تھکے نذر آتا ہے۔)

کیا بات ہوئی میڈم؟ پہلے سر گم لگانی تھی یہاں۔

(شمندہ ہو کر) میں بھول گئی۔ آئی ایم سوری!

جس وقت ماسٹر لطیف یہ تین نوٹ لگاتا ہے (لگا کر سمجھاتا ہے اس کے بعد انترہ

فیضی:

ستاره:

قیضی:

لگانے سے پہلے یہ سرگم ہے..... نی پادھانی سا..... نی پادھانی سا..... نی پادھانی سا..... پھر کلارنس کا پیس ہے۔ اس کے بعد آپ انھائیں سرگم تھیں یو جی، میں سمجھ گئی۔ انشاء اللہ اب غلطی نہیں ہو گی۔
 ستارہ: (میوزک دوبارہ شروع ہوتا ہے۔ ستارہ الاپ کرتی ہے۔ سرگم انھاتی ہے۔ فیضی فاصلے سے داد دینے کے انداز میں ہاتھ ہلاتا ہے۔ ستارہ دوسرا شعر گاتی ہے۔)

کٹ

سمیں 10 ان ڈور دن

(فلی دیتا کا ایک دفتر۔ اس وقت یہاں ایک پروڈیوسر، ایک شاعر، دو چم بھرنے والے ایک شرکت اپنے چچے اور ڈائریکٹر ظہیر بیٹھا ہے۔)
 ظہیر: میں تو بس ان کے مزاج سے ڈرتا ہوں۔
 شاعر: اب آرٹسٹ کا مزاج ہوتا ہے بھائی میرے! Creative کام کرنے والے ہر آدمی کے اندر ایک الاؤ جلتا رہتا ہے۔ اس کی چکاریاں پڑتی رہتی ہیں دوسروں پر۔ دوسروں کو برداشت کرنا چاہیے۔
 (ایک ایکٹر اپنے بنانا کر پیالاں پیش کر رہا ہے۔)
 پروڈیوسر: بھائی ظہیر جو ناپ کا آدمی ہو گا، وہ کچھ بھاروں پر تو پڑے گا۔ اس کو اپنی Importance کا پتہ ہوتا ہے۔ اگر تم ستارہ سے سارے گانے گواہ تو فلم کی کامیابی کی آدمی ذمہ داری میں لیتا ہوں۔
 ظہیر: آپ کی اور بات ہے سینئٹھ صاحب! میں نے ان کے ساتھ کبھی کام نہیں کیا، میں ڈرتا ہوں۔
 پروڈیوسر: میری تو بہن بنی ہوئی ہے ستارہ "آخری صبح" میں پہلی مرتبہ میں ہی تو اسے لایا تھا..... اس سے پہلے فلاپ ہو گئی تھی بالکل "رمات اور جگنو" میں..... مجھ کو تو عادت ہے نئے چہرے لانے کی، نئے رائٹر لانے کی۔ اب یہ دیرانہ صاحب بیٹھے

ہیں، پوچھ لیں آپ ان سے۔

دیرانہ: ہم تو مانتے ہیں۔ ورنہ جیونوں شاعر کا کیا کام فلم انڈسٹری میں۔

ایکشہر 11: اب یہ سلیم آج بہت بڑا ایکسر ہو گیا ہے۔ بات نہیں سنتا کسی کی۔ سینئٹھ صاحب کی کار کا دروازہ کھولا کر تاخاہر صبح آکر۔

ایکشہر 21: بے اصل کے لوگ ہیں۔ احسان و حسان بھلا دیتے ہیں۔

دیرانہ: بیشہر! پان لگوا کر لاوزرا۔

پر وڈیو سر: (جب سے پیسے نکال کر) دیرانہ صاحب کے لیے سگریٹ کی ڈبی، لاچی سپاری سادہ پان، زردہ علیحدہ۔

دیرانہ: پیسے میں خود دوں گا سرجی۔

پر وڈیو سر: بس بس..... آپ کے ڈیرے پر آئیں گے تو وہاں آپ دیں شوق سے.....

ظہیر: پھر جی، میرے بھی کچھ مشکل حل کریں۔ سینئٹھ صاحب۔

پر وڈیو سر: مثلاً کیا؟

ظہیر: میں سوچتا ہوں چار گانے ستارہ سے لے لوں اور تین گانے دیپک کے ہوں۔

شاعر: نام ہی دیپک ہے بے چاری کا! آواز میں ذرا لوٹیں۔ فلم بیٹھ جائے گی۔

ایکشہر 11: مجھے بولنے کا حق نہیں ہے جناب پر براکس آفس پر بہت ہوتی ہے ستارہ کی ہر فلم۔

شاعر: مو سیقی اچھی ہو تو دیپک بہت کچھ معاف کر دیتی ہے گانوں کی وجہ سے۔

ظہیر: لیکن ستارہ کی مزاج داریاں کون ہے گا! بد قسمی سے میں خود بہت نازک مزاج ہوں۔ میں بھی ٹاپ کا آدمی ہوں آخر!

(اس وقت ستارہ آتی ہے۔)

ستارہ: میں آجائوں سینئٹھ صاحب؟

پر وڈیو سر: آئیے آئیے..... آپ ہی کاذک رہو رہا تھا ظہیر صاحب سے۔

ستارہ: کیا حال ہے دیرانہ صاحب؟

شاعر: دعا ہے..... کرم ہے اُس کرم نواز کا!

(ستارہ بیٹھتی ہے۔)

پروڈیوسر: ہو گیا گانا؟

پروڈیوسر: کیسار ہا؟

ستارہ: آپ فیضی صاحب سے پوچھ لجئیں!

پروڈیوسر: آپ کی تسلی ہو گئی؟

ستارہ: ہاں جی، میں نے تو اپنی طرف سے کوئی کسر نہیں اخخار کی Batch کر رکھا۔

سیٹھ صاحب آپ اس بات پر توجہ نہیں دیتے اور میں بار بار آپ سے کہتی ہوں

کہ سلو بجانے والوں کی خاص سورکھا کریں۔ جہاں کہیں پتہ چلے کہ کوئی کام کا

آدمی ہے، اسے اپنے پاس ملازم رکھیں۔ آج کلانٹ والے نے وہ بھونڈا بجا لایا ہے

اور وہ بے سر نے انداز میں اٹھایا ہے کہ آپ دیکھیں گے۔ فیضی صاحب تو شریف

آدمی ہیں، پر کام میں رعایت نہیں ہوئی چاہیے۔

(یہاں وہ ستارہ نہیں ہے جو گھر پر موجود تھی۔ یہاں وہ اپنے اڈے پر ہے اور پر اعتماد ہے۔)

پروڈیوسر: تودو بارہ ٹیک کروانی تھی بی بی!

ستارہ: آپ چاہے سو ٹیکیں کروائیں۔ جس قدر وہ کم بخت جانتا تھا، سارا اوزر لگایا اس نے۔

پروڈیوسر: (ایک سڑا سے) ذرا ماشر فیضی صاحب کو تو بلا لو۔۔۔۔۔۔ ستارہ! یہ ظہیر صاحب ہیں۔

ستارہ: (بہت مریبیانہ انداز میں) جی ہاں، میں دیکھ رہی ہوں۔

ظہیر: میں فلم بنانا چاہتا ہوں۔

ستارہ: پہلی فلم ہے آپ کی؟

شاعر: نہیں بہن میری، ”راستے اور فاصلے“ ان کی تھی۔

ستارہ: وہ تو فلاپ ہو گئی۔۔۔۔۔۔ ہے نا؟

ظہیر: جی ہاں! بد قسمتی سے فلاپ ہو گئی وہ تو۔

پروڈیوسر: ہو جاتی ہے، ہو جاتی ہے فلم فلاپ۔ اس میں کون سی بڑی بات ہے۔

ظہیر: اب میرا خیال ہے کہ میں ایک اور فلم بناؤں۔

ستارہ: (لا تلقی سے) اچھا خیال ہے۔ سیٹھ صاحب! میرا چیک تیار کر دیا آپ نے؟

پروڈیوسر: ہاں جی، ہمیں معلوم ہے آپ چیک کے بغیر نہیں جائیں گی۔

ستارہ: بس جی بے د قوئی سے میں نے گھر شروع کر رکھا ہے اپنا۔ سریا مہنگا ہو گیا ہے۔ لیبر
اس قدر دق کرتا ہے۔ کیا بتاؤں سیٹھ صاحب، میں تو اس کو بھی سے تگ آگئی
ہوں۔

شاعر: اللہ کرے گا یے دس بنگے اور بنیں گے!

ظہیر: جی تو میری گزارش تھی کہ آپ میری فلم کے گانے گائیں۔

ستارہ: (سُنِ ان سُنِ کر کے) میرا کوئی فون تو نہیں آیا ریڈیو سشن منے؟

پروڈیوسر: میرے ہوتے ہوئے تو کوئی نہیں آیا۔

شاعر: ستارہ صاحب! میں ظہیر صاحب کی فلم کے گیت لکھ رہا ہوں۔ میں نے سوری سُنِ
ہے، آپ یقین کریں بڑا پور فل ڈرامہ ہے۔ (آہتہ) کچھ مسکا پاش لگائیں ظہیر
صاحب۔

ستارہ: نہیں ویرانہ صاحب، مجھے جھوٹی خوشامد سے نفرت ہے۔

پروڈیوسر: باپا تم ظہیر کی بات تو سنو ستارہ بہن۔

ستارہ: اچھا یہ بتائیے Lead پر کون گا رہا ہے؟

ظہیر: میں نے استاد کریم سے عرض کی تھی۔.....

ستارہ: ناں بابا، ناں! ہم عطائی لوگ ان کے ساتھ نہیں گا سکتے۔ منہ میں ان کے سیر بھر
پان ہوتا ہے، ہاتھ میں سگریٹ کی کالی ڈبیا۔ وہ تو انڈسٹری کے پرنس ہیں۔ میں ان
کی ساتھ نہیں گا سکتی۔ غلطی خود کرتے ہیں اور جھੜ کیاں سازندوں کو دیتے ہیں۔
(ایک شرابان لے کر آتا ہے۔)

ایکٹر: ظہیر صاحب! باہر سر آپ کو عبد الغفار صاحب بلا رہے ہیں۔

ظہیر: میں ابھی حاضر ہوا۔ (جاتا ہے)

پروڈیوسر: خدا کے لیے ترس کر داں پر ستارہ بہن۔

ستارہ: آپ یہ میری ڈائری دیکھ لیں سیٹھ صاحب..... اگر سن 77 کے جوں تک کوئی
ڈیٹ آپ کو مل سکے تو ضرور اس کی سفارش کریں۔ آپ خود دیکھ لیں۔

پروڈیوسر: پھر بھائی یہ تو ہمارا دوست ہے۔

ستارہ: ایک گانے کے سات ہزار دے سکے گا۔

پڑو ڈیوسر: نیا آدمی ہے، اس قدر ظلم نہ کرو ستارہ۔

ستارہ: تو رہنے دیں۔ میں نے تو اس پر ترس کھانے کی سوچی تھی۔

(اس وقت فیضی اندر آتا ہے۔)

فیضی: وندھر فل..... وندھر فل! میں آپ کو تلاش کر رہا تھا میدم!

ستارہ: کیوں..... کیا یہیں میں کچھ نفس نکل آیا ہے۔

فیضی: اوہ جی اللہ سائیں عزت رکھے..... میں ذرا ذویث کی ریہر سل کرانا چاہتا تھا، منصور

آیا ہوا ہے۔

ستارہ: (گھڑی دیکھ کر) اب تو ماشر جی چاہے منصور آئے یا منصور کا باپ آئے، مجھے تو جانا

ہے۔

فیضی: ایویں جی ذری کی ذرا مکھڑا دیکھ لیں۔

ستارہ: ریڈیو شیشن پہنچنا ہے مجھے پندرہ منٹ کے اندر اندر۔ اچھا سیٹھ صاحب، آپ کا

دوست سات ہزار پر مان جائے تو نھیک ہے میں چار گانے گا دوں گی آپ کی

خاطر۔ خدا حافظ! (جاتی ہے)

شاعر: آپ کی خاطر نہیں سیٹھ صاحب، سات ہزار کی خاطر۔

ایکشٹر: ظاہر ہے!

فیضی: ایسی لاپچی عورت کو خدا نے کیا آواز دے رکھی ہے، کچھ سمجھ نہیں آتے اوپر والے

کے کام!

کٹ

سمن 11 ان ڈور دن

(ریڈیو شیشن بو تھے میں ستارہ آناڈنسر فراز کے ساتھ بیٹھی ہے۔ پڑو گرام ریکارڈ ہو رہا

ہے۔ ان جیسیروں والی سائینڈ اور آر کمپری والی سائینڈ بھی ساتھ ساتھ رجسٹر کرائی جاتی ہے۔)

سر فراز: ستارہ صاحبہ! ہمارے سامنے یقیناً بڑی دلچسپی سے اس وقت اپنے اپنے روپیوں سے لگے بیٹھے ہیں اور بڑے انہاک سے آپ کے ساتھ ہماری باتیں سن رہے ہیں۔
ستارہ: (ہنس کر خوش خلقی کے ساتھ) شاید جی!

سر فراز: اب میں آپ سے یہ پوچھنا چاہوں گا کہ آپ آج جس مقام پر ہیں اور جیسے لوگ آپ کی آواز کے دیوانے ہیں..... یہ مقام حاصل کرنے میں آپ کو جدوجہد کرنی پڑی ہے اس کے متعلق ہمیں کچھ بتائیں۔

ستارہ: (ناخن کاٹنے لگتی ہے اور اس کی گھر بیلوں Self - Conscious پر سٹیلیٹی واپس آجائی ہے) دراصل صاحب شہرت اور دولت کا کوئی سیٹ اصول نہیں ہے، خاص کر شہرت کا..... کچھ لوگ ہماری انڈسٹری میں ہیں۔ میں انہیں تین چار سال سے دیکھ رہی ہوں۔ وہ مجھ سے زیادہ محنت کرتے ہیں، ان کی آواز بھی مجھ سے اچھی ہے لیکن وہ مشہور نہیں ہیں۔ دراصل شہرت کا کچھ ٹھیک نہیں ہے..... کچھ لوگ ساری عمر اس کے پیچے بھاگتے ہیں اور انہیں اپنی گلی کا کتا بھی نہیں پہچانتا جبکہ کچھ لوگ اپنے آپ سے چھپتے پھرتے ہیں اور وہ سورج کی روشنی بن جاتے ہیں..... یہاں وہاں سب دروازے کھڑ کیاں کھل جاتی ہیں ان پر۔

سر فراز: یہ تو بہت اچھی بات کی آپ نے..... لیکن آپ کا کیا خیال ہے کہ جدوجہد سے کچھ حاصل نہیں ہوتا؟

ستارہ: ہوتا ہے، بہت کچھ حاصل ہوتا ہے جو کچھ انسان کے بس میں ہے، وہ حاصل ہو جاتا ہے۔ شہرت، دولت، محبت، شرافت..... یہ تو آپ میرے ساتھ ایگری کریں گے کہ انسان یہ خزانے بانٹنے پر معمور نہیں ہے۔ یہ نعمتیں کہیں اور سے ملتی ہیں۔

نماشندہ: آپ بہت اچھی اردو بولتی ہیں۔ کیا میں پوچھ سکتا ہوں کہ آپ کی تعلیم کہاں تک ہے؟

ستارہ: جی میں نے بی اے کیا ہے..... فلاسفی اور ہسٹری میرے Subjects تھے۔

نماہنده: آپ کو یہ کیسے خیال آیا کہ آپ کی اصل لائے بیک گراؤنڈ سنگر کی ہے۔

(جوں جوں یہ انٹر دیوبہ ہتھا ہے، ستارہ کی شخصیت بدلتی جاتی ہے۔ وہ زردوں ہوتی ہے اور نظر آتی ہے، جیسے اس کے اوپر کے خول اتر کر اصلی شخصیت نظر آ رہی ہو۔ اس وقت وہ نروس انداز میں نانگ ہلا رہی ہے۔)

ستارہ: (لمحہ بھر سوچ کر) سرفراز صاحب! زندگی ساحل کی سیر ہے۔ کچھ لوگ گھونگے چلنے کی آرزوں میں ساحل پر جاتے ہیں اور صبح کے وقت، عین آفتاب نکلنے سے پہلے انہیں سوئی ہوئی ریت پر ہر طرف موئی بکھرے ہوئے ملتے ہیں۔ کچھ لوگ موتیوں کی تلاش میں جاتے ہیں، کئی بار وہ Skin divers کی طرح کئی کئی Fathom یونچے جاتے ہیں اور ہر یونچی خالی نکلتی ہے۔ زندگی اور سمندر بڑے پر اسرار ہیں، وہ انسان کی خواہشوں کے تابع نہیں ہیں۔ میں..... میں دراصل ڈاکٹر بننا چاہتی تھی۔

سر فراز: پھر؟ آپ نے وہ Career کیوں نہ اپنایا؟

ستارہ: اول تو سچی بات یہ ہے کہ مجھے پڑھائی میں اتنی دلچسپی نہ تھی۔ جتنا ایک ڈاکٹری کے طالب علم کو ہونی چاہیے۔ میں نے اتنے نمبر نہ لیے جن سے میڈیکل کالج میں داخلہ ہو سکتا۔ دوئم..... اندر کی آوازیں بہت خراب ہوتی ہیں۔ سرفراز صاحب! کبھی آپ کو اندر سے آوازیں آئی ہیں؟

سر فراز: کیسی آوازیں ستارہ صاحب؟

ستارہ: میرے اندر جیسے پہاڑیوں کا ایک سلسلہ ہے گولائی میں۔ اور اس سلسلہ کے درمیان پیانی کی شکل جیسی ایک جھیل ہے۔ یہاں پر کئی قدم کی آوازیں ٹریوں کرتی ہیں۔ جھیل کا ساکت پانی ان آوازوں کو بہت نظردا دیتا ہے۔ پہاڑیاں ان میں ایسی گونج پیدا کر دیتی ہیں کہ بات سمجھ میں نہیں آتی، صرف آواز رہ جاتی ہے۔ ان آوازوں نے مل جل کر مجھے ڈاکٹرنہ بننے دیا۔

سرفراز: آپ نے جو گانے کا پروفیشن اپنے لئے چنان ہے تو کیا آپ بتا سکیں گی کہ اس کے
نبیادی محرکات کیا تھے؟

ستارہ: میں جب بی اے فائل میں تھی تو میرا کمرہ کو شہر پر تھا۔ میں پڑھائی کے لیے باہر
شہنشین پر بیٹھا کرتی تھی۔ شاید گنگلیا بھی کرتی تھی، گالیا بھی کرتی تھی۔ ہمارے
پڑوس میں استاد عبداللہ رہا کرتے تھے۔ وہ ایک روز میرے گھر آئے۔ چھڑی ہاتھ
میں تھی، راستہ ٹوٹتے آئے اور مجھے اپنی شاگردی میں قبول کر لیا۔ باقی جو کچھ
کرامت وغیرہ میرے گانے میں دیکھتے ہیں، سب ان کی کرم نوازی ہے۔ ایسا استاد
کسی کو بھی نصیب ہو جاتا تو اس کی قسم سنور جاتی!

سرفراز: میں نے سنا ہے آپ کے گھروالوں نے آپ کو عاق کر دیا؟

ستارہ: چھوٹا سا قصبہ تھا۔ میرے گھروالے بڑی اوپنی ناک والے تھے۔ انہوں نے
میرے اس شغل پر پہلے تو بہت اعتراض کئے لیکن جب میں نے فلم میں گانے کا
فیصلہ کر لیا تو بڑا ہنگامہ ہوا گھر میں..... اور میں گھر سے نکال دی گئی۔ استاد عبداللہ
نے مجھے اپنے گھر میں پناہ دی۔ بیٹی بنا لیا پھر ان ہی کے کنبے کے ساتھ میں یہاں
آگئی۔

سرفراز: یہ تو بڑی درودناک کہانی ہے۔ اب تو وہ لوگ آپ سے ملنا چاہتے ہوں گے، کیوں
ستارہ صاحبہ؟

ستارہ: شاید اب وہ لوگ مجھ پر فخر کرتے ہوں لیکن وہ سب غیرت والے تھے۔ اگر میری
مال زندہ ہوتی تو شاید..... غیرت کی پروانہ کرتی۔ سرفراز صاحب! مال نہ ہو تو دنیا
میں خواہ مخواہ بلانے والا کوئی نہیں رہتا..... غلط بات پر ہاں ہاں کرنے والا ختم
ہو جاتا ہے۔

سرفراز: معاف کیجئے، میری باتوں نے تو آپ کو ملوں کر دیا۔ غالباً آپ کے Admirers
اس وقت رو رہے ہوں گے۔ کیا خیال ہے اگر آپ ان کا دل بھی خوش ہو جائے۔

ستارہ: ضرور!

سرفراز: اچھا لمحہ بھر کی زحمت اور آپ کو دوں گا۔ ذرا آپ استاد فضلی کی شخصیت پر روشنی

ڈالیں کیونکہ وہ اس سارے Sub continent کے بڑے استادوں میں شمار ہوتے ہیں..... علم کا خزانہ ہیں وسر کے بادشاہ، اس کے باوجود نہ تو وہ بھی ریڈیو پر آئے نہ میلی ویرشن پر تشریف لائے بلکہ میں نے سنائے کہ انہوں نے ایل پی بنانے سے بھی انکار کر دیا ہے۔

ستارہ: ان کا کچھ عجیب مزاج ہے، پرندوں جیسا..... سرفراز صاحب! وہ کہا کرتے ہیں آواز اس لیے نہیں ہوتی کہ اسے ٹپوں میں یاریکارڈوں میں بند کر دیا جائے۔ یہ ہوا میں بھرنے کے لیے ہے، کان میں رس گھولنے کے لیے ہے اور بس۔ اس کو وقت پر اس طرح ثابت کرنا چاہیے مہر کا غذر پر لگتی ہے، غلط ہے..... ان نیچرل ہے۔

سر فراز: لیکن آپ کے تودر جن بھر ایل پی بننے ہیں۔ اس پر انہوں نے اعتراض نہیں کیا؟ (ہنس کر) کیونکہ وہ اندر ہی اندر جانتے ہیں کہ نہ میں رہوں گی نہ میرے ایل پی..... کوئی اور لہر آئے گی تو ان کو بہا کر لے جائے گی اپنے ساتھ..... سید ہمی اور پچی بات یہ ہے..... میں ہوں تو ستارہ لیکن سیارے کی سی زندگی بس کر رہی ہوں۔ پچھہ دیر و روشنی رہے گی پھر.....

ستارہ: بس بس ستارہ صاحب..... اتنی مایوسی اچھی نہیں۔ پچھہ لوگوں کا کام ابد تک قائم رہتا ہے۔

ستارہ: جی ہاں پچھہ لوگوں کا..... صرف پچھہ لوگوں کا!

سر فراز: (گھبرا کر) کیا آپ سامعین کو اپنا کوئی تازہ گیت سنانا پسند کریں گی!

(پرس کھول کر کاپی نکلتی ہے)

ستارہ: یہ غزل میں نے آج ہی ریکارڈ کرائی ہے۔

سر فراز: کس فلم کے لیے؟

ستارہ: ”اب کہاں؟“..... سنئے.....

(یکدم بیگ کے ساتھ دوسرے سٹوڈیو میں مو سیقی جاری ہوتی ہے۔ ماشر فیضی مو سیقی

ڈائریکٹ کر رہے ہیں۔ ستارہ دوسرے مصرع گاتی ہے۔)

آنکھیں خالی ہیں اور گھر کی ساری دیواروں پر
آڑی تر چھی سطریں ہیں یا لائے سیدھے خاکے

کٹ

سین 12 آٹھ ڈور شام کا وقت

(کھلی کشادہ سڑک پر ستارہ کی کار جا رہی ہے۔)

کٹ

سین 13 آٹھ ڈور شام کا وقت

ایک پرانی ٹوٹی چھوٹی بستی میں کار داخل ہوتی ہے اور ایک معمولی سے گھر کے آگے جا کر رکتی ہے۔ ستارہ اس میں سے اترتی ہے اور دروازہ کھنکھاتی ہے۔ دروازے کے ساتھ ایک چھوٹی سی تختی پر لکھا ہے: محمد لطیف طبلہ نواز آرٹسٹ ریڈیو پاکستان، ٹیلی ویژن، کیرہ اس تعارفی تختی کو چند ثانیے دکھاتا ہے۔)

کٹ

سین 14 ان ڈور کچھ دیر بعد

(ماسٹر محمد لطیف کا گھر۔ لطیف چارپائی پر لیٹا ہے۔ اس کی موٹی سی بیوی اس کی نالگیں دبارہی ہے۔ دو چار چھوٹے چھوٹے بچے آنگن میں شیخا تاپو کھیل رہے ہیں۔ ستارہ چارپائی کے پاس موٹھے پر بیٹھی ہے۔ لطیف کھانتا ہے۔ پھر فرش پر پرے تھوکتا ہے۔ فوزیہ جو ابھی چھوٹی سی لڑکی ہے کو کاکولا کی بوتل لاتی ہے۔)

لطیف: پی لمیں میڈم!